روکا نہیں جاسکتا تھا۔ اور جسے حدیث کہتے اس کے ہزاروں منکر ملتے ہیں، اور ایسے بھی ملیں گے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ مگر ایسا کوئی نہیں ملے گا جو یہ کہہ دے کہ فلاں آیہ ضعیف ہے۔ حدثنا انس بن مالك كان النبي يدور على نسائه في الساعة الواحدة من الليل و النهار و هن احدى عشره .قال قلت لانس او كان يطيقه قال: كنا نتحدث انه اعطى قوة ثلا ثين .

(کتاب الغسل باب جماع حدیث نمبر ۲۶۴)

فرمایا انس بن مالک نے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں کا رات اور دن ایک ہی گھڑی میں دورہ کر لیتے (سب سے صحبت کر آتے) اور آپ کی گیارہ عورتیں تھیں۔ قتادہ نے کہا میں نے انس سے پوچھا کہ کیا آپ صلے اللہ علیہ وسلم میں اتنی طاقت تھی؟ انس نے کہا ہم آپس میں یوں کہا کرتے تھے کہ آپ میں تیس مردوں کی طاقت تھی۔

عبدالرحمن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ میں اور حضرت عائشہؓ کا ایک رضاعی بھائی عبداللہ بن یزید ان کے پاس گئے ان کے بھائی نے پوچھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم غسل (جنابت کا) کیونکر کرتے تھے؟ انہوں نے ایک برتن منگایا جس میں ایک صاع برابر پانی ہوگا پھر حضرت عائشہؓ نے غسل کیا اور اپنے سر پر پانی بہایا اور ہمارے اور ان کے بیچ میں ایک پردہ پڑا تھا۔

(بخاری کتاب الغسل باب ۱۷۶ - حدیث ۲۴۷)

قارئین کرام پردے کے پیچھے سے عائشہ صدیقہؓ کا جسم نظر آتا ہوگا جب ہی تو عبدالرحمن بن عوفؓ اور عبداللہ بن یزید مطمئن ہو کر چلے گئے۔ ورنہ غسل کی نمائش کس کام کی۔ کیا آپ اور ہم یہ برداشت کر لیں گے کہ ہم نہ ہوں اور ہماری بیوی لوگوں کو شرعی غسل کی ترکیب بتاتی ہو؟ علاوہ اس کے غسل کا مسئلہ اتنا اہم تھا کہ اس کے لئے رسول اللہ صلے

اللہ علیہ وسلم کی سب سے جوان بیگم عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جایا جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وفات نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو غسل کرنا نہیں آتا ہوگا؟ کیا وہ جنبی (ناپاکی) حالت میں زندگی گزارتے ہوں گے؟ وفات النبیؐ کے بعد انہیں خیال آیا ہوگا کہ غسل کا طریقہ ہی سیکھ لیا جائے۔ بھلا ہو بی بی عائشہؓ کا کہ انہوں نے عملی طور پر امت کو غسل بتا کر احسان کیا۔

مگر کیا یہ بہتر طریقہ نہ تھا کہ عبدالرحمن بن عوفؓ اپنی بیوی کو ام المومنین عائشہؓ کے پاس بھیجتے اور وہ غسل کا صحیح طریقہ سیکھ کر آتی اور اپنے شوہر کو بتاتی؟ دراصل عجم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ان زوجہ مطہرہ سے جو بغض وعناد اور مخاصمت تھی وہ چھپائے نہیں چھپتی جس طرح رب کا فرمان ہے۔ قد بدت البغضآء من افواههم و ما تخفي صدورهم اكبر (۳/۱۱۷) بغض ونفرت کے بعض جذبات کبھی کبھی ابھر کر ان کی زبان تک آ جاتے ہیں۔ لیکن یہ حسد اور انتقام کی اس آگ کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں جو ان کے سینوں میں دبی ہوئی ہے۔

عائشہ صدیقہؓ سے عداوت کی وجہ یہ بھی تھی کہ یہ صدیق اکبرؓ کی بیٹی تھی (بقول ان کے) جس نے خلافت میں حضرت علیؓ کا حق مارا اور پہلے خلیفہ بن گئے۔ حق تو علیؓ کا تھا جو پہلے ایمان لائے، داماد بھی تھے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے چچازاد تھے۔ اور عائشہ صدیقہؓ کے پلو سے عجمی تاریخ دانوں نے ایک فرضی جنگ (جنگ جمل) بھی باندھ رکھی ہے۔ جس میں دو طرفہ ہزاروں صحابہ کرام کو قتل کروایا اس جنگ میں حضرت علیؓ کے مقابلے میں بی بی عائشہؓ کو لا کھڑا کیا گیا، اس لئے ہماری کتب میں جتنی نجاست، گندگی، اور متعفن بدبودار روایات ہیں وہ (حضرت عائشہؓ) کی ذات سے منقول ہیں۔ اور یہ تمام گڑھنت مال یعنی خود ساختہ مواد، حدیث سازی کے ایرانی کارخانوں کا مال ہے جو خواص اور عوام

میں حدیثوں کے نام سے مشہور ہے۔اس لئے میں نے بہ امر مجبوری اس کو حدیث ہی لکھا ہے حالانکہ سب سے بڑا کفر اور دھوکا تو یہ ہے کہ اس مواد کو حدیث کہا جائے۔ چاہے وہ صحیح ہو یا وضعی حدیثیں ہوں۔وجہ یہ ہے کہ یہی نام اللہ نے اپنے کلام کے لئے پسند فرمایا ہے۔سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللّٰہ نزل احسن الحدیث (۳۹/۲۳) اللہ ہی نے بہترین حدیث نازل کی ہیں۔مزید فرمایا۔ فبایّ حدیثٍ بعدہ یومنون (۷/۱۸۵) تو اس کے بعد وہ کس حدیث پر ایمان لائیں گے؟

اب یہ روایت ملاحظہ ہو کہ بات کسی اور کی ہے مگر چونکہ غیر اخلاقی ہے گندی ہے لہٰذا ساتھ میں بی بی عائشہؓ کا ذکر ضروری ہو گیا۔عروہ بن زبیر حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں انها قالت کان عقبہ بن ابی و قاص عهد الیٰ اخیہ کہ عقبہ نے مرتے وقت اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص سے یہ وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی نے جو لڑکا جنا ہے وہ مجھ سے ہے اس کو تو لے لینا۔جس سال مکہ فتح ہوا سعد نے اس بچے کو لے لیا کہنے لگے یہ بھتیجا ہے میرا بھائی وصیت کر گیا تھا۔ اس وقت عبد بن زمعہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا یہ تو میرا بھائی ہے۔میرے باپ کی لونڈی نے اس کو جنا ہے خیر دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے......رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا عبد بن زمعہ یہ بچہ تیرا ہے۔جس کی عورت ہو اسی کو بچہ ملتا ہے اور بدکار کے لئے پتھروں کی سزا ہے......

(بخاری جلد دوم، باب ۲ احدیث نمبر ۱۸)

عقبہ جانے جس کا ناجائز بچہ باندی کے پیٹ میں پل رہا ہے یا عقبہ کا بھائی سعد جانے۔اس میں عائشہ صدیقہؓ کو داخل کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ مگر حقیقت یہ ہے کہ گندی بات کے ساتھ بی بی عائشہؓ کا نام نہ لیا جائے تو ان بخاریوں کو چین نہیں ملتا۔

کلام اللہ اور کلام رسول میں اتنا ہی فرق ہے جتنا اللہ اور رسول میں ہے۔رسول صلے اللہ علیہ وسلم تو اپنے احکام یا اپنی باتیں بطور حدیث نہیں پیش کرتے تھے۔وہ تو اللہ ہی کا کلام پیش کرتے تھے۔یا یها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك و ان لم تفعل فما بلغت رسالة ..... (۵/۶۷) اے رسول پہنچا دو وہ ہدایات جو تمہارے نشوونما دینے والے نے تم پر نازل کیں ہیں۔اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو تم فریضہ رسالت میں ناکام ہو کر رہ جاؤ گے۔اور رسول علیہ سلام سے کہلوایا گیا۔و او حی الی هذا القرآن لانذر کم به و من بلغ (۹/۱۹) اور میری طرف یہ قرآن اتارا گیا ہے کہ میں تم کو اس کے ذریعہ سے آگاہ کروں اور ان کو بھی جن تک یہ پہنچے۔

☆☆☆

(10) اسود عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں اور حضورؐ ایک برتن میں غسل کرتے تھے۔اور ہم جنبی ہوتے تھے اور آپ حکم کرتے میں اُزار (تہبند) باندھ لیتی" فیباشرنی و انا حایض" مجھ سے مباشرت کرتے تھے اور میں حیض سے ہوتی تھی۔ (بخاری جلد اول مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور مترجم علامہ وحید الزماں کتاب الحیض باب ۲۰۷ حدیث نمبر ۲۹۳)

روزے کی حالت میں مباشرت۔عن الاسود عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت کان النبیؐ یقبل و یباشر و هو صائم ۔اسود عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میرا بوسہ لیتے تھے اور مباشرت کرتے تھے اور آپ روزے سے ہوتے تھے۔

(سنن ابن ماجہ [illegible] مترجم علامہ [illegible] کتاب الصوم باب المباشرہ۔ ۱۲۰۷ حدیث نمبر ۱۸۰)

ہمارے علماء کے سامنے جب [illegible] روایت پیش کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں مباشرت سے مراد بوس وکنار ہے نہ کہ جماع۔ بوس وکنار روزے دار کرسکتا یعنی مباشرت۔ البتہ جماع ممنوع ہے۔ اگر مباشرت بوس وکنار کو کہتے ہیں تو سورۃ بقرہ کی آیۃ ۱۸۷ میں رب نے یہ کیوں فرمایا۔ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الیٰ نسآئکم ط .... فالئن باشروھن و ابتغوا ما کتب اللہ لکم (۲/۱۸۷) صیام کی راتوں میں تمہاری عورتیں تم پر حلال کردی گئیں۔ بس تم مباشرت کرو اور اس کی خواہش کرو جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے۔ تو ہمارے علماء مباشرت کو بوس کنار کہہ کر صیام کے دنوں میں بھی اس کو جائز قرار دے رہے ہیں۔ جب کہ رب صرف راتوں کو حلال قرار دے رہا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ مباشرت بوس کنار نہیں ''جماع'' ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رمضان کے دنوں میں مباشرت نہیں کرسکتے تھے۔ کیونکہ اللہ نے اس کی اجازت نہیں دی ہے۔ یہ عجمیوں کی [illegible] ہے۔

ایک اور ثبوت ملاحظہ ہو۔ عرب ممالک میں اگر آپ کسی دفتر سے [illegible] کرنا چاہیں تو پہلے پوچھیں گے۔ ھل ھاتف تبعکم مباشرۃ او نعمل صفر۔ کیا آپ کا فون ڈائریکٹ ہے؟ یا پہلے صفر گھمانا پڑے گا؟ وہ کہے گا مباشرۃ یعنی ڈائرکٹ ڈائلنگ سسٹم ہے۔ علاوہ اس کے جس پروگرام کے ساتھ ہم لکھتے ہیں (Live) براہ راست عرب اس کے ساتھ ''مباشرۃ'' لکھتے ہیں یعنی (Directly) بلاواسطہ۔ تو مباشرۃ کے معنی ہیں بلاواسطہ جامعت۔ نہ کہ بوس وکنار۔ اور بوس وکنار سے بھی حضور نے روکا ہے فرمایا یہ مکروہ کام [illegible] گناہ ہیں۔ جس طرح جانور کسی چراگاہ [illegible] منہ

مارتا ہے۔ بوس وکنار کرنے والا ہر حد کو پھلانگ جاتا ہے۔ مصیبت یہ ہے ہمارے دارالعلوموں میں عربی بھی اسی طرح پڑھائی جاتی ہے۔ ھذا تمر " یہ کھجور ہے ھذا جمل " یہ اونٹ ہے۔ یہ کیا جانے مباشرت کسے کہتے ہیں۔

اللہ کا فرمان ہے۔ قل انما انذر کم با لو حی (۲۱/۴۵) کہہ دے کہ میں تم کو صرف وحی کے ذریعہ آگاہ کرتا ہوں۔ اس آیۃ نے تو روایات کا دروازہ ہی بند کر دیا۔ عجمیوں کی خودساختہ حدیثوں کی کوئی ویلیو ہی نہ رہی۔ دیکھا جائے تو اہل فارس نے ہمارے دین کے متبادل دین کھڑا کررکھا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے و نزلنا الیك الذکر تبیا نا لکل شی یہ قرآن جو تیری طرف نازل کیا گیا ہے یہ ہر مسئلہ کی تشریح وتبین کرتا ہے۔ کل شی یعنی ''ہر چیز'' کا و ھدًی و رحمۃ و بشرٰی للمسلمین (۱۶/۸۹) اللہ تعالیٰ کا دعویٰ ہے کہ۔ و لا رطب و لا یابس الا فی کتب المبین (۶/۵۹) ہر خشک وترچیز جو کچھ بھی ہے اس کی بابت معلومات اس کتاب المبین میں ہے و یعلمو ما فی البر و البحر اور وہ تمام خشکی اور تری کا علم رکھتا ہے۔ و ما تسقط من ورقۃٍ الا یعلمھا ..... (۶/۵۹) اور کوئی ایسا پتا بھی نہیں جھڑتا جس کا اسے علم نہ ہو۔ اللہ پوچھتا ہے۔ او لم یکفھم انا انزلنا علیك الکتٰب ..... (۲۹/۵۱) کیا ان لوگوں کے لئے یہ کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی؟

لُب لباب اِن آیات کریمات کا یہ ہے کہ شاہراہ حیات پر سفر کرنے کے لئے جس جس چیز کی ضرورت تھی وہ رب نے بیان کردی ہے۔ انزل الیکم الکتٰب مفصلاً (۵/۱۱۴) اس نے تم پر کتاب نازل کی جس میں ہر چیز بڑی تفصیل سے بیان کی ہے۔ قد فصلنا الا یت لقومٍ یفقھون (۵/۹۶) اور ہم نے سمجھنے والی قوم کے لئے ہر چیز کی تفصیل دی ہے۔ اور فرمایا۔ اسکی تفصیل اللہ نے علم کی بنیاد پر رکھی ہے۔ فصلنہ

علی علم (۵۲/۷)

مگر یہاں کچھ لوگوں کو شکایت ہے کہ اس کتاب میں بڑی کمی ہے، کچھ معاملے ایسے ہیں جن کی تفصیل نہیں ہے۔ مثلاً شطرنج کھیلنے کے طریقے، تصوف کی تفاصیل نہیں ہے، قطب، غوث، ابدال،، ابرار، اخیار، اوتاد، مفردان، مکتومان، نجباء، نقبا، یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ معاونت کرکے کائنات کا نظام چلا رہے ہیں۔

- END -